دوابوسفیان......دونوں ہی کامیاب وکامران

ابوسفیان مغیرہ بن حارث اورابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہما

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

بان سیوفنا ترکتک عبدا
و عبدالدار سادتھا الاماء

''ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا چھوڑا اور بنی عبدالدّار کے کیا کہنے اُن کی سرداری اورعلم برداری تو لونڈیوں کے ہاتھ میں تھی'' شاعر رسول سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مطبوعہ دیوان میں پہلے قصیدے کا یہ تیئیسواں شعر ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ابوسفیان مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب (بعد میں اسلام نصیب ہوگیا اور صحابیت کا عالی شان تمغہ ملا) مکّہ مکرّمہ کے بدترین دشمنانِ اسلام میں سے تھا۔ شعروشاعری کا وصف بدرجہ اُتمّ پایا تھا مگر اس اچھے وصف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور بدگوئی میں استعمال کرتا تھا۔ اُس کی ہجو کا جواب سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نہایت عمدگی سے دیتے تھے۔ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے پوتے اور چچازاد تھے لہٰذا یہ پہلو بھی مدنظر رکھنا ہوتا تھا۔ اس قصیدے میں سیدنا حسّان نے نہایت بلیغ انداز میں جواب دیا کہ تو شریف سردار نہیں غلام ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کفو کیسے ہوسکتا ہے؟ اس شعر کے دوسرے مصرعے میں سیدنا حسّان نے قریش کے ایک اور معزز قبیلے کے لتّے لیے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھی پشت میں دادا عبدمناف کے بھائی عبدالدّار کا ذکر کیا ہے۔ لڑائیوں اور جنگوں میں بنی عبدمناف کے عبشمی اموی خاندان کو قائد تسلیم کیا گیا تھا جبکہ بنی عبدالدّار کے پاس تمام قریش مکہ کا علم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ حجابہ اور دارالندوہ بھی بنی عبدالدّار کے حصے میں چلے آرہے تھے جبکہ سقایہ، رفادہ اور قیادہ بنی عبدمناف کے حصہ میں آئے تھے۔ (ازرقی ص:٦٦) عبدمناف کے بعد جدّ النبی حضرت ہاشم سِقایہ (حُجاج کے لیے پانی کی فراہمی) اور رفادہ (حُجاج کے کھانے کے انتظام) کے ذمہ دار بنے جبکہ قیادہ (فوجی کمان) کا منصب اُن کے بھائی عبدشمس کو ملا تھا اور بعثت نبوی تک یہ اہم ترین عہدہ اسی خاندان میں رہا۔

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا شعر میں جو بنی عبدالدّار کو لونڈیوں کی ماتحتی کی عار دلائی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ لواء (علم برداری) ہمیشہ بنی عبدالدّار کے پاس چلی آرہی تھی۔ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے تین لواء تھے تینوں بنی

عبدالدّ ار کے ہاتھوں میں تھے (ابن سعد) اب غزوۂ احد میں ایک عبدری جوان نے جھنڈا اٹھایا وہ قتل ہو گیا تو دوسرے نے اٹھایا پھر تیسرے نے حتیٰ کہ نوعلم بردار بنی عبدالدّ ار ہی کے قتل ہوئے۔ جس کے بعد اُسی خاندان کی لونڈیاں آگے بڑھیں اور اپنے آقاؤں کی موت کے بعد مشرکین قریش کا جھنڈا اُٹھایا۔ بس اسی بات کا عار دلاتے ہوئے سیدنا حسّان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بھلا تم بھی کوئی عزت دار ہو کہ تمہارے لشکر کے سارے عبدری علم بردار تو ہماری تلواروں سے کٹ گئے اور تم قریشی سردار کہلانے والے عبدری لونڈیوں کے زیرِ علم نظر آئے۔ باندیوں کے ماتحت تم غلام ہی ہو سکتے ہو نہ کہ سردار......

ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ میں بنی عبد مناف کے ساتھ ساتھ بنی عبدالدّ ار کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی (خیال رہے کہ اوّل معلم مدینہ، سفیرِ نبوت، معلم اسلام وقرآن سیدنا مصعب بن عمیر اسی عبدری خاندان ہی کے خوش نصیب فرد تھے اور یہ بھی غزوۂ احد میں ہی شہید ہوئے تھے نیز حجابہ یعنی بیت اللہ کی تولیت اور چابی برداری بھی اسی خاندان میں تھی۔ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز برقرار رکھا اور وہ عثمان بن طلحہ عبدری ہی کے پاس رہی)

جناب عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ طبری کہتا ہے باپ کے بعد چاروں سردار ہوئے۔ ان کو تاریخ مُجبِرون کے نام سے ذکر کرتی ہے یعنی ان کی کوششوں سے قریش کی حالت درست ہوئی۔ چاروں نے ممالک عرب وعجم میں قریش کے لیے سکونت وتجارت اور دیگر سہولتیں حاصل کیں۔ ہاشم نے شاہان روم اور غسانی ملوک سے، عبد شمس نے نجاشی شاہ حبشہ سے، نوفل نے خسروایران سے اور مُطّلب نے شاہانِ حمیر سے قریشِ مکّہ کے لیے خصوصی پروانے حاصل کیے۔ اس طرح مُجبِرُون کہلائے۔ سِقایہ اور رفادہ عبد مناف سے ان کے بیٹے حضرت ہاشم کو ملا جبکہ قیادہ (جنگی خدمات) مستقلاً عبد شمس بن عبد مناف کے خاندان میں آیا۔ اسی منصب کو دیگر روایات میں قریش کی علم برداری کا نام دیا گیا جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ اوپر عرض کر دیا گیا کہ علم برداری (لِواء) اور خدمات بیت اللہ (حجابہ) کا اعزاز تو بنی عبدالدّ ار کے پاس تھا......تو یہ جو سردار ابوسفیان کا مخالفِ اسلام سرداروں میں نام بار بار آتا ہے یہ کیا تھا؟

معروف مؤرخ ازرقی کے بیان کے مطابق یہ عہدہ قیادۃ کا تھا۔ کئی مؤرخین نے اس عہدے کا ذکر نظر انداز کر دیا ہے اور علم ولواء لکھ دیا ہے حالانکہ سیاست میں قیادہ نہایت اہم عہدہ تھا اور عملی طور پر اس پر فائز شخص قریش کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عملاً مسلمان نہ ہونے اور دشمنانِ نبی کے ساتھ ہونے کے باوجود جب ابوجہل اور دوسرے بدترین دشمنانِ اسلام نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرتے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ''دارابی سفیان'' ہی میں پناہ لیا کرتے تھے (الاصابہ، جلد:۲) یہی دارابی سفیان فتح مکہ کے دن پناہ گاہِ عالم قرار دیا گیا

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا یہی گھر بیت سیدہ خدیجہ کے قریب تھا، جناب عبدالمُطّلِب کے پاس سقایہ اور رفادہ کے دو عہدے منتقل ہوئے۔ ان کے ندیم جناب حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس کو اپنے باپ سے قیادہ کا عظیم عہدہ ملا (دیگر

سات مناصب دوسرے قریشی قبائل کے پاس تھے) حرب بن اُمیّہ کی وفات کے بعد قیادہ کا منصب ان کے بیٹے ابوسفیان صخر کو ملا۔ اسی اہمیت کی بنا پر شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل کے تھپڑ مارنے پر شکایت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں اسی ابوسفیان کے پاس بھیجا تھا۔ اور اُنہوں نے ابوجہل سے بدلہ دلوایا تھا اور اسی اہمیت کی بنا پر جب نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں شریروں کے شر سے بچنے کے لیے پناہ لیتے تو کوئی بدطینت مشرک بدمعاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی نہ پا سکتا تھا۔ خود ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے قبل ہجرت، اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود کہیں ایک بار بھی زیادتی ثابت نہیں۔ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے۔ تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سربراہی میں شام گیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی واپسی پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا۔ وہ خوش قسمتی سے بچ کر نکل گیا۔ غزوۂ بدر پیش آگیا، قریش کی قیادت ابوسفیان کی طے شدہ تھی اس کی عدم موجودگی میں اس کے چچا عتبہ نے قائم مقامی کی اور خود بھائی اور بیٹے سمیت محمدی ابابیلوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ ابوسفیان بنی اُمیّہ ، بنی عبدشمس اور بنی عبدمناف تینوں بڑے قبائل کا سردار اور تمام اہل مکہ سردارانِ قریش کی جانب سے قیادہ کے اہم ترین منصب پر فائز تھا۔ ابوسفیان بن حرب کی اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریشی افواج کی قیادت ''اسلام دشمنی'' یا مخالفتِ رسول، ذاتی بنیادوں پر نہیں تھی بلکہ قریش اور اہل مکہ کی فوجوں کے قبائلی قائد کے طور پر تھی۔ ان کی اسلام دشمنی اور عداوت رسول بس اسی طرح کی تھی جس طرح تمام کفار بشمول ابولہب بن عبدالمُطّلِب ہاشمی، ابوجہل مخزومی اور ابوسفیان مغیرہ بن حارث ہاشمی کی تھی۔ مقدر میں سعادت تھی کہ ابو جہل اور ابولہب کے بیٹوں کو اسلام اور صحابیت کا شرف ملا۔ عمر بن خطاب کو بہت جلد اور ابوسفیان کو فتح مکہ سے ایک دن قبل دعائے رسول نے دامنِ اسلام میں لا ڈالا۔ دعائے رسول یوں تھی: ''اَللّٰھُمَّ لَا تَنْسَاھَا لِاَبِیْ سُفْیَانَ '' اے اللہ مجھ پر ابو سفیان کا احسان تو کبھی نہ بھلانا کہ اس نے سیدہ فاطمہ کو ابوجہل کے تھپڑ مارنے کا بدلہ دلوایا تھا۔

تیرے اصحاب سے مجھ کو محبت کیوں نہ ہو آقا
کسے اونچے، گھنے، ٹھنڈے شجر اچھے نہیں لگتے

ماخذ: ۱۔ دیوان حسّان، ۲۔ ازرقی، ۳۔ طبری، ۴۔ ابن سعد، ۵۔ صحیح بخاری، ۶۔ موٹگمری واٹ (محمد ایٹ مکہ)، ۷۔ الفرقان لکھنؤ (جولائی ۲۰۰۲ء)

☆......☆......☆